پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی (قسط ۳)

خلافت وملوکیت

خلافتِ راشدہ کا اطلاق

امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے پیغمبر ﷺ کی خلافت ایک عظیم الشان کام ہے، جس کی قابلیت لوگوں میں متفاوت ہوتی ہے، لہٰذا علمائے محققین نے اس کے حسب ذیل مدارج بیان کئے ہیں۔''

درجۂ اوّل' خلافتِ راشدہ خاصہ: جس کو خلافت علیٰ منہاج النبوت بھی کہتے ہیں...... تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے اور علمائے محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ درجہ خلافت کا حضرات خلفاء ثلاثہ کو حاصل تھا اور انہیں پر ختم ہو گیا...... ان تینوں خلافتوں میں بھی حضرات شیخینؓ کی خلافت کا درجہ بہت عالی ہے۔

درجۂ دومؔ خلافتِ راشدہ مطلقہ: یہ درجہ خلافت کا گو پہلے درجہ سے رتبہ میں کم ہے مگر پھر بھی اس کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ درجہ خلافت کا ان لوگوں کے لیے ہے جن کا مستحق خلافت ہونا' صاحب فضائل ہونا آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہو۔ مگر امت پر ان کا خلیفہ بنانا لازم نہ کیا ہو۔ یہ درجہ عالی خلافت کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا۔ اور چھ مہینے حضرت حسن مجتبیٰؓ کو حاصل رہا اور ان پر ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس تک رہے گی۔ اس سے مراد یہی دونوں قسمیں خلافت کی ہیں۔

قسم سومؔ خلافتِ عادلہ: یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے بہت گھٹا ہوا ہے، اور اس درجہ کے حاصل ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ خلیفہ جامع الشرائط ہو...... حضرت معاویہؓ کی خلافت اسی میں داخل ہے۔ اس قسم میں بعض خلافتیں ایسی کامل ہوئی ہیں۔ کہ بوجہ ہمرنگ خلافت راشدہ ہونے کے بعض علماء نے ان کو خلافتِ راشدہ میں شمار کیا ہے۔ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت۔

قسم چہارؔ خلافتِ ناقصہ یا خلافتِ عامہ: یہ درجہ بالکل ہمرنگ بادشاہت وسلطنت ہے۔ (مجموعہ تفسیر آیات ص ۸۲۔۸۴)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ:

''اجی حضرت! اہلسنت گو سب کو خلیفہ کہیں۔ پر (موعود) خلیفۂ برحق اور خلیفۂ راشد چار یار ہی کو سمجھتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے جیسے اولاد کو ہر کوئی خلف کہتا ہے پر خلف الرشید اس کو کہتے ہیں' جو فرزند کامل ہو...... سو خلیفۂ راشد تو چار یار تھے اور یزید، ولید، عبدالملک وغیرہ مروانی، عباسی اکثر ناخلف تھے اور حضرت امیر معاویہؓ اس باب میں نہ خلیفۂ راشد ہیں

نہ ناخلف ہیں...... بالجملہ اہلسنت خلیفہ سبھی کو کہہ دیا کرتے ہیں، اس لفظ میں کچھ بزرگی نہیں' اس کے معنی فقط جانشین کے ہیں۔ سوتمہیں کہو اس میں کیا بزرگی ہے۔ اگر کسی نیک آدمی کی جگہ کوئی بدمعاش بیٹھ جائے تو اس کو جانشین تو ضرور کہیں گے پر اس میں کچھ بزرگی نہ نکلے گی۔ ہاں لفظ راشد بزرگی پر دلالت کرتا ہے۔ اس صورت میں خلیفہ کی دو قسمیں ہوں گی۔ ایک خلیفۂ راشد اور یہ چار یار اور پانچویں پانچ چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسنؓ ہوگئے تھے۔ دوسرا خلیفۂ غیر راشد اور خلیفۂ غیر راشد کو بادشاہ اور ملک بھی سنیوں کی اصطلاح میں کہتے ہیں۔ یزید اور عبدالملک وغیرہ سب اسی قسم کے ہیں۔ ہاں عمر بن عبدالعزیز البتہ مروانیوں میں سے خلیفہ راشد ہوئے ہیں۔''

(اجوبہ اربعین ص ۱۸۷،۱۸۸۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ' دسمبر ۱۹۸۱ء)

اس عبارت میں حضرت معاویہؓ کا مقام و مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بھی بہت نیچے دکھایا گیا ہے۔ حضرت موصوف نے حضرت حسنؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کو تو زمرۂ خلفائے راشدین میں شامل کر لیا مگر حضرت معاویہؓ پر صراحتاً خلیفہ راشد کا اطلاق نہیں ہونے دیا گیا۔

حضرت نانوتویؒ ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''باقی رہے امیر معاویہ ہر چند ان کو بظاہر تمکین میسر آئی۔ لیکن وہ حقیقت میں تمکین دین نہ تھی۔ تمکین ملک وسلطنت تھی۔ چنانچہ واقفانِ فنِ سِیَر پر پوشیدہ نہیں کہ خلفائے اربعہ کے اطوار اور انداز اور امیر معاویہ کے اطوار اور انداز میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ان کی گزران فقیرانہ اور زاہدانہ تھی اور امیر معاویہ کا طور ملوک کا سا تھا۔ اس لیے اہلسنت ان کو باوجودیکہ صحابی سمجھتے ہیں خلفاء میں نہیں گنتے' ملوک میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن ملوک' ملوک میں بھی فرق ہے۔ ایک نوشیرواں تھا' ایک چنگیز خان۔ سو یہ ہر چند ملوک میں سے تھے لیکن اس کے یہ معنی ہیں کہ خلفاء راشدین کے مقابلے میں دنیا دار معلوم ہوتے تھے۔'' (ہدیۃ الشیعہ ص ۶۷۔ ناشر: نعمانی کتب خانہ' اردو بازار لاہور۔ ۱۹۷۷ء)

جناب قاضی مظہر حسین امیر تحریک خدام اہلسنت لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ وعدہ خداوندی حکومت و خلافت کا مؤمنین صالحین ہی کے لیے تھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ارادۂ خداوندی میں یہی تھا کہ ان اصحاب اربعہ کو ہی منصب خلافت عطا کیا جائے گا۔ اس لئے ان چار یار کی خلافت راشدہ موعودہ کا کوئی مومن بالقرآن انکار نہیں کر سکتا۔ برعکس اس کے اگر منکم اور الذین اخرجوا من دیارھم کو نظر انداز کر دیا جائے اور اس وعدۂ خلافت کو عام رکھا جائے تو سب سے پہلے ان خلفاء کا مؤمنین صالحین ہونا ثابت کرنا پڑے گا۔ پھر اس کے بعد ان کو خلفائے راشدین تسلیم کیا جائے گا اور خلفائے اربعہ کے بعد تو کسی خلیفہ کے بارے میں یہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا کہ وہ مؤمنین صالحین میں سے تھے۔ مخالفین کے لئے بحث کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور خلفاء صحابہؓ کے بعد تو

اہلسنت والجماعت کے لئے تاریخی روایات و واقعات کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا بہت دشوار ہوگا کہ فلاں خلیفہ صالح تھا یا نہیں.....'' (حضرت معاویہؓ کے نادان حامی غالی گروہ۔ص ۳۹)

موصوف آگے چل کر زیرِعنوان ''خلاصۂ بحث'' لکھتے ہیں کہ:

''دیگر صحابۂ کرامؓ کی طرح حضرت امیر معاویہؓ بھی **اولٓئک ھم الراشدون** میں شامل ہیں۔آپ بدعائے نبوی ہادی ومہدی ہیں لیکن رشد و ہدایت کے درجات متفاوت ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بحثیت خلیفہ بھی قرآن وحدیث کے موعودہ خلیفہ راشد ہوں۔ کیونکہ موعودہ خلافتِ راشدہ میں رشد کے جس درجہ کی ضرورت ہے، وہ ان کو حاصل نہیں ہے۔اگر حضرت معاویہؓ کو وہ مخصوص مقام رشد حاصل ہوتا تو عشرہ مبشرہ میں بھی ان کو بذریعہ وحی ضرور شامل کیا جاتا۔علاوہ ازیں وہ بھی خلفائے اربعہ کی طرح مہاجرین اوّلین میں ہونے کا شرف حاصل کرتے۔تاکہ کسی کو بھی حضرت معاویہؓ کے قرآن کے موعودہ خلیفہ راشد ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔'' (ایضاً ص ۵۴)

یہ درست ہے کہ صحابہ کرامؓ کے درجے متفاوت ہیں۔خلفاء اربعہ کا درجہ ومقام بھی یکساں نہیں ہے۔اس کے باوجود ان پر خلفائے راشدین کا اطلاق کیا گیا ہے۔لیکن قاضی صاحب یہ نہیں بتا سکے کہ خلفاء اربعہ کو رشد وہدایت کا ایک جیسا درجہ حاصل تھا؟ کیا قرآن وحدیث میں رشد کی درجہ بندی کی گئی ہے؟

قرآن نے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو من حیث الطبقہ (الراشدون) راشد کہا لیکن معلوم نہیں کہ قاضی صاحب کے پاس کونسا آلہ ہے جس کے ذریعے انہوں نے حضرت معاویہؓ کے رشد کو ناپ یا تول کر اسے ناقص اور غیر معیاری قرار دیتے ہوئے انہیں زمرۂ خلفائے راشدین سے باہر نکال دیا۔

قاضی صاحب کو اس بات کا بھی شدید غم لاحق ہے کہ اگر حضرت معاویہؓ کو خلیفۂ راشد تسلیم کر لیا جائے تو پھر انہیں مؤمن صالح بھی ثابت کرنا پڑے گا اور آں محترم کے نزدیک ''خلفاء اربعہ کے بعد تو کسی خلیفہ کے بارے میں یہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا کہ وہ مؤمنین صالحین میں سے تھے۔'' اگر راقم الحروف جیسا کوئی حضرت معاویہؓ کا ''نادان حامی اور غالی'' اگر مومن صالح ثابت بھی کر دے تو پھر بھی قاضی صاحب کے پاس عظیم علمی ہتھیار موجود ہے کہ وہ صورتاً مؤمن صالح تھے حقیقتاً نہیں یا ''ایمان وصالحیت کا وہ درجہ انہیں حاصل نہیں ہے جو خلفائے راشدین کے لیے ضروری ہے۔''

موصوف نے حضرتِ معاویہؓ کے خلیفۂ غیر راشد ہونے پر ایک دلیل یہ بھی دی کہ: ''اگر حضرت معاویہؓ کو وہ مخصوص مقام رشد حاصل ہوتا تو عشرہ مبشرہ میں بھی ان کو بذریعہ وحی ضرور شامل کیا جاتا۔''

معلوم نہیں کہ قاضی صاحب نے بقائمی ہوش وحواس یہ دلیل پیش کی ہے......انہیں اتنی بات تو ضرور معلوم ہوگی کہ ''عشرہ مبشرہ'' کے حوالے سے ان حضرات کی یہی فضیلت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں نام بنام جنت کی بشارت

دی۔ قاضی صاحب کے استدلال سے ''صورتاً'' تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان کے لیے حضرت معاویہ ؓ کو مؤمن صالح تسلیم کرنا مشکل ہے اسی طرح انہیں جنتی تسلیم کرنا بھی دشوار ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ صحابہ کے لیے جنت کا اعلان کیا ہوا ہے۔ ''وَ کُلاًّ وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی'' کا اعزاز صحابہؓ کے لیے مخصوص ہے اور قرآن ہی میں یہ اعلان بھی ہے کہ جن کے لیے ''حسنیٰ'' ثابت ہو جائے تو وہ اولٰئک عنھا مبعدون ''(انبیاء نمبر۱۰۱) میں شامل ہیں یعنی جہنم کی آگ سے بہت دور ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ نے دس صحابہ رضی اللہ عنہم کو نام بنام جنت کی بشارت دی ہے اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں یوں اعلان فرمایا...... **لا تمس النار مسلماً رآنی......**

''آتش جہنم اس مسلمان کو نہیں چھو سکتی جس نے مجھے دیکھا ہو۔'' (مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

یہ روایت قرآنی تصریحات کے عین مطابق ہے۔ الغرض آنحضرت ﷺ نے ایک گروہ کے لیے یہ فرمایا کہ وہ جنتی ہے اور دوسرے گروہ کے لیے فرمایا اسے آگ نہیں چھو سکتی یعنی وہ جہنمی نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ جنتی ہے، اگر یہ مطلب نہ ہوتا تو یوں فرماتے کہ یہ نہ جنتی ہے نہ جہنمی ہے بلکہ اعرافی ہے۔ یہ کسی مسلمان کا نظریہ نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ نام لے کر ہادی، مہدی اور جہنم سے محفوظ ہونے کی آنحضرت ﷺ نے دعائیں بھی فرمائیں۔ مزید برآں ان کے لیے آنحضرت ﷺ نے جنت کی بشارت بھی دی ہے۔ جسے صرف امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں سات مرتبہ مختلف ابواب میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی۔ اس بشارت کے مصداق تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دور امارت وعہدِ عثمانی ہی میں ہو گئے تھے۔ قاضی صاحب تو تقریباً چودہ سو سال بعد اس شک کا اظہار کر رہے ہیں کہ اگر وہ بھی خلیفہ راشد ہوتے تو آنحضرت ﷺ انہیں بھی عشرہ مبشرہ میں شامل کر دیتے، اگر چہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ''عشرہ مبشرہ'' میں شامل نہیں ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ جنتی نہیں ہیں۔ محولہ بالا آیات واحادیث سے ان کا جنتی اور مومن صالح ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

قاضی صاحب نے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ''خلیفۂ راشد'' تسلیم کیا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ بھی ''عشرہ مبشرہ'' میں شامل ہیں؟ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ، قاضی صاحب، حضرت نانوتویؒ اور امام اہلسنت کے نزدیک عشرہ مبشرہ کے مصداق سے خارج ہو کر بھی خلیفۂ راشد ہو سکتے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے؟ اگر قاضی صاحب ''اولٰئکَ ھم الراشدون'' کی حقیقت پر غور کر لیتے تو انہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''بطور تتمہ کے خلیفہ راشد'' لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔

چنانچہ موصوف ایک دوسرے مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

''اگر اکابر محققین میں سے کسی بزرگ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد لکھا ہے تو اس سے مراد بھی قرآن کے موعودہ خلیفۂ راشد نہیں ہیں بلکہ ان کے رشد و ہدایت کے خاص رنگ کی وجہ سے آپ کو راشد خلیفہ قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین کی خلافت کا تتمہ ہے اور آپ کی سیرت خلفائے راشدین کی سیرت سے خاص مشابہت رکھتی ہے اور اسی خصوصیت کی بناء پر آنحضرت ﷺ کی حسب ذیل پیش گوئی کا مصداق حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی قرار دیا گیا ہے۔ کہ **الخلافة بعدی ثلثون سنة** میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی۔ اس تیس سالہ مدتِ خلافت میں چار موعودہ خلفائے راشدین کا زمانہ قریباً ساڑھے انتیس برس ہے اور باقی چھے ماہ کی خلافت موعودہ خلافت راشدہ کا تتمہ ہے۔'' (عقیدہ خلافت راشدہ اور امامت ص ۱۴)

مولانا امجد علی رضوی بریلوی بضمن عقیدہ لکھتے ہیں کہ:

''نبی ﷺ کے بعد خلیفۂ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ پھر چھے مہینے کے لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہوئے۔ ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی سچی نیابت کا پورا حق ادا کیا..... عقیدہ منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے چھے مہینے پر ختم ہوگئی۔ پھر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کی خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّل ملوک اسلام ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے۔ مگر کس کی؟ محمد الرسول اللہ ﷺ کی سلطنت ہے۔'' (بہار شریعت حصہ اوّل ص ۵۹، ۶۱)

وقار سادات، رأس الاتقیاء زینت بزم اہل اللہ جناب سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم نے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے زمرۂ خلفائے راشدین میں شمولیت کی گنجائش ہی ختم کردی۔ اور ایک نئ اصطلاح سے متعارف کرادیا۔ چنانچہ انہوں نے قاری قیام الدین صاحب کی تالیف ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' پر تقریظ لکھتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے ساتھ ''خاتم الخلفاء الراشدین'' کا لقب لکھ ڈالا۔ (ص ۱۹)

اصطلاح خلافت راشدہ کا ماخذ

گزشتہ صفحات میں خلافت کا لغوی مفہوم، اس کی اصطلاحی تعریف' خلافتِ اسلام کی اہمیت وضرورت اور خلافت کی تقسیم کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ الفاظ امیر، امراء، سلطان، سلاطین، امام، ائمہ، خلیفہ، خلفاء اور خلائف اپنے مصداق میں ہم معنی ومترادف ہیں۔ ان الفاظ کے استعمال سے نہ تو کسی کا فاسق، فاجر، اور ظالم ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ یہ کسی کی تنقیص اور مذمت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح مَلِک اور مُلُوک کی اصطلاحات

کے استعمال سے بھی اس کی حکومت کا خلافِ اسلام یا غیر دینی ہونا ہرگز مراد نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ انبیاء کے لیے بھی ان کا استعمال قرآن مجید سے ثابت ہے۔

خلافتِ راشدہ کی اصطلاح کا ماخذ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد ہے جو مختلف کتبِ حدیث میں پایا جاتا ہے۔ اس حدیث کے راوی سیدنا عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ: ''ایک دن ہمیں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر ہمیں بلیغ اور نہایت مؤثر نصیحتیں فرمائیں جس سے دل دہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اس طرح نصیحت فرمائی ہے جیسے کہ یہ الوداعی نصیحت ہے۔ آپ ﷺ ہمیں مزید وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ خواہ وہ امیر ایک حبشی غلام ہی ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا' وہ زبردست اختلاف دیکھے گا **فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکو ابها وعضوا علیها بالنوا جذ وایا کم و محدثات الامور فان کل محد ثةبدعةو کل بدعة ضلالة** تو تم میری اور ''خلفائے رشدین مہدیین'' کی سنت کو لازمی پکڑو اور خوب مضبوطی سے داڑھوں سے پکڑو اور نئے کاموں سے احتراز کرو۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰، جامع ترمذی ص ۱۰۸ ج ۲، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۷۹، مسند احمد ج ۴ ص ۲۷، مستدرک ج ۱ ص ۹۵، دارمی ج ۱ ص ۲۶)

اس حدیث میں ''الخلفا الراشدین المھدیین کے الفاظ سے خلافتِ راشدہ کا تصور لیا گیا ہے اور اس خلافت کے حاملین کو خلفائے راشدین کہا جانے لگا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ حدیث میں تو صرف ''الخلفا الراشدین المھدیین'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس سے کوئی ادنیٰ ترین اشارہ بھی نہیں ملتا کہ راشد صرف چار ہیں اور پانچواں غیر راشد ہوگا۔ معلوم نہیں کہ عربی زبان کے کن قواعد کے تحت اور دین کے کس اصول کے مطابق چار کی تخصیص کر دی گئی۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ راشدہ اور غیر راشدہ اور ملوکیت وغیرہ کی اصطلاحات کا عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

(جاری ہے)

☆......☆......☆

رحمان خاور